

# یا حسینؑ

پہلے تم یا حسینؑ تو کہہ لو  
چل دیے اُٹھ کے کہنے یا اللہ  
یعنی ”لا“ ہے حسینؑ کا کلمہ  
”لا“ سے گزرے بغیر ”الا اللہ“

خاکِ پائے ماتم گسارِ انِ حسینِ مظلوم

میر احمد نوید

## یا حسینؑ

دل کی دھڑکن کرسماعت نبض سے سُن یا حسینؑ  
مقصدِ کُن یا حسینؑ اور حاصلِ کُن یا حسینؑ  
ایک نوحہ ایک گریہ ایک ماتم ایک غم  
ایک ہی سُرا یک ہی لے ایک ہی دُھن یا حسینؑ

----

تیری دنیا سے اے خدائے حسینؑ  
کچھ نہیں چاہیے سوائے حسینؑ

## یا حسینؑ

دے رہی ہے یہ ندا پیہم صدائے یا حسینؑ  
اب جہاں میں کچھ نہیں ہونا سوائے یا حسینؑ

دارہ بڑھنے تو دو ماتم کی لے چڑھنے تو وہ  
ہو ہی جائے گا زمانہ آشتائے یا حسینؑ

خاک اڑاتا پھر رہا ہوں ”لا“ سے ”اللہ“ تک  
ڈھونڈنے نکلا تھا میں کیا ہے بنائے یا حسینؑ

واصل نورِ اُستی کیوں نہ ہو وہ مَستِ اُست  
پا لیا ہو جس کے دل نے مدعائے یا حسینؑ

بس وہی ہے محرمِ گنِ محرمِ رازِ نہاں  
دل دھڑکتا ہو یہاں جس کا برائے یا حسینؑ

کچھ نہیں ہم نے کیا کچھ بھی نہ ہم سے ہو سکا  
کچھ نہیں ہم سے ہوا ہائے سوائے یاحسینؑ

رات کے پچھلے پہر لو دے جو گریے کی صدا  
ہر طرف سے ایک ہی آواز آئے یاحسینؑ

جان تھی جس کی یہ حسرت بھی اُسی کی تھی نوید  
کیا تھا اپنے پاس جو کرتے فداے یاحسینؑ

لاج رکھ لی اہل غم کی اس صدا نے اے نوید  
ورنہ کیا دیتے صدا آخر بجائے یاحسینؑ

## حسینؑ کا غم

جہانِ گُن کی ہے وجہِ نُمُو حسینؑ کا غم  
خودی تلاشِ خدا جستجو حسینؑ کا غم

مرا کلامِ مرا قہقہہ مرا گریہ  
مری خموشی مری گفتگو حسینؑ کا غم

وجودِ خاکِ پریشاں سے تادمِ اکیر  
ہے میرا زخم ہے میرا رُفُو حسینؑ کا غم

میں رندِ رند ہوں میں مستِ مست ہوں یعنی  
ہے میرا جام ہے میرا سبو حسینؑ کا غم

سو میں ہوں رقص بہ نار اور میں ہوں رقص بہ خار  
مری دھمال مری حا وِ ھُو حسینؑ کا غم

یہی کہ جنبش مرثاں سے دل کی دھڑکن تک  
ہے میری نبض، ہے میرا لہو، حسینؑ کا غم

مرا قیام، ہے میرا رکوع، میرا سجود  
مری صلوٰۃ، ہے میرا وضو، حسینؑ کا غم

نہ کوئی دائیں نہ بائیں نہ کوئی پیش نہ پس  
ہے میرے گرد مرے چار سو حسینؑ کا غم

ہے کربلا کہ عزا خانہ قدیم کوئی  
ہے آئینہ کہ مرے رو بہ رو حسینؑ کا غم

ہزار سرمد و لاہوت و لامکان نوید  
مری طلب، ہے مری آرزو، حسینؑ کا غم

## نوحہ

حسینؑ آگئے کرب و بلا بسانے کو  
گلا خود اپنا خدا کی جگہ کٹانے کو

پناہ ڈھونڈنے جائے کہاں تری توحید  
نہ ہو جو مقتلِ شبیرؑ سر چھپانے کو

خدا بچانے کو جائے کہاں تیری زینبؑ  
کہ اب ردا کے سوا کچھ نہیں لٹانے کو

سوائے خون نہیں کچھ بھی دیکھنے کیلئے  
سوائے تیغ نہیں کچھ گلے لگانے کو

یہ کہہ رہے ہیں بہتر چراغِ مقتل کے  
حسینؑ چاہیے اے شب دیا بجھانے کو

صدا لگانے کو ہل من کی چاہتے ہے حسینؑ  
حسینؑ چاہتے حق کی طرف بلانے کو

یہ وزنِ کرب و بلا ہے کسی سے کیا اٹھے  
حسینؑ چاہیے اس وزن کے اٹھانے کو

سوائے نوحہ لکھے تو نوید کیا لکھے  
سوائے نوحہ نہیں کچھ نہیں سنانے کو



## نوحہ

یہ کون ہے پیسا جگر کی جو پیاس بجھانے آیا ہے  
ظاہر میں تو یہ بندہ ہے مگر توحید بچانے آیا ہے

جو پتھر کھاتا جاتا ہے جو خوں میں نہاتا جاتا ہے  
محشر تک حرّ کے رستے سے ہر سنگ ہٹانے آیا ہے

ہے نعمت رزقِ شہادت کیا یہ موت کے مارے کیا جانیں  
ہے جس کی پنہ میں اللہ کیوں جان سے جانے آیا ہے

خیمے میں یہ کس سے آئی ہے عاشور کی شب بیعت لینے  
جو دیا بجھانے آیا ہے بیعت کو اٹھانے آیا ہے

کوئی حرص وہوا کے مارے ہوئے ان لٹنے والوں سے پوچھے  
وہ کیا ہے جس کے بچانے کو سب کچھ وہ لٹانے آیا ہے

جانے والا آنے والا ہر ایک زمانہ اُس کا ہے  
ہل من کی صدا بن کر وہ جو ہر عہد پہ چھانے آیا ہے

اُس سے پوچھو ہے طریقت کیا اُس سے پوچھو ہے شریعت کیا  
اُس سے پوچھو کہ جو مقتل میں قیمت کو چکانے آیا ہے

گلیوں میں نویدِ آواز لگا نذرِ اللہ نیازِ حسینؑ  
کوئی نہ سُنے یا کوئی سُنے تو صدا لگانے آیا ہے

## نوحہ

گھر سے نکل کے خوں میں نہانے چلے حسینؑ  
خوں میں نہانے دیں کو بچانے چلے حسینؑ

خم کھا گئی تھی جس سے براہیمؑ کی کمر  
اُس وزنِ کربلا کو اٹھانے چلے حسینؑ

باندھے ہوئے ہیں تن پہ جو احرامِ کربلا  
کعبہ بچانے حج کے بہانے چلے حسینؑ

گہوارے میں کیا تھا جو وعدہ رسولؐ سے  
وعدہ وہ آج اپنا نبھانے چلے حسینؑ

آ دشتِ نینوا میں ہوائے یزیدیت  
اپنے لہو سے شمعِ جلانے چلے حسینؑ

کچھ اِس قدر خدا کی خدائی کی فکر ہے  
گھر دے کے گھر خدا کا بچانے چلے حسینؑ

اصغرؑ کو آہ کر کے حوالے زمین کے  
خنجر سے اپنی پیاس بجھانے چلے حسینؑ

جو بن سکے نویدِ کسی سے نہ جُز حسینؑ  
سو کھے لبوں وہ بات بنانے چلے حسینؑ

## نوحہ

خدا کی بات بنانے حسینؑ جاتے ہیں  
حسینؑ کیا ہے بتانے حسینؑ جاتے ہیں

یہ کیا بچانے کو نکلے ہیں گھر سے لے کے علم  
کہ آج کچھ نہ بچانے حسینؑ جاتے ہیں

چلے ہیں گود سے صغراًؑ کی لے کے اصغراًؑ کو  
کہ لالہ بچانے حسینؑ جاتے ہیں

وہ جس غرور کو لے کر اُٹھی ہے بولہبی  
اُسی کے سر کو جھکانے حسینؑ جاتے ہیں

یہ کیا ستم ہے کہ اسلام کی جو شہہ رگ ہے  
اُسی گلے کو کٹانے حسینؑ جاتے ہیں

بجھا سکے تو بجھا آ کے اے ہوائے یزید  
دیا ہوا میں جلانے حسینؑ جاتے ہیں

کمر ہیں باپ کی تھامے ہوئے علی اکبرؑ  
یہ کس کی لاش اٹھانے حسینؑ جاتے ہیں

جو اس کے اہل نہیں اُن کو کیا بتاؤں نویدِ  
یہ کیوں لہو میں نہانے حسینؑ جاتے ہیں

## نوحہ

چلو حسینؑ تمہیں کربلا بلاتی ہے  
صدائے فاطمہؑ زہراً لحد سے آتی ہے

قدم حسینؑ اٹھاتے ہیں سوتے کرب و بلا  
قدم سے لپٹی ہوئی کائنات جاتی ہے

خبر ہے شامِ غریباں ترے اندھیرے کو  
نبیؑ کے روضے پہ صغراً دیئے جلاتی ہے

بتا اے ماہِ محرمؑ یہ کون بی بی ہے  
جو بال کھول کے بس چاند دیکھے جاتی ہے

یہ کون بی بی ہے اور کس کی راہ نکلتی ہے  
نہ موت آتی ہے اس کو نہ نیند آتی ہے

طواف کرتا ہے جس گھر کا خانہ کعبہ  
یہ حاجیوں کی جماعت وہ گھر جلاتی ہے

جو بڑھ کے تیغ کو اپنے گلے لگاتا ہے  
خود اس کو بڑھ کے مشیت گلے لگاتی ہے

نوید کیا ہوا لبیک کیوں نہیں کہتے  
صدا تو دشت سے ہل من کی اب بھی آتی ہے



## نوحہ

اک بوند نہ تھا شہ کے بچوں کے پلانے کو  
پانی تھا دکھانے کو پانی تھا بہانے کو

جب تک وہ نبیؐ زادے مہماں رہے صحرا کے  
یا پیاس تھی پینے کو یا بھوک تھی کھانے کو

اے شام یہ صغراً ہے اک ایک کے حجرے میں  
ہر شام جو آتی ہے اک شمع جلانے کو

شہ جانے نہیں دیتے میداں میں کسی کو بھی  
ہے وجہ یہی شاید ٹر ہے ابھی آنے کو

آئی تھی ضعیفی اک لمحے میں شہ دیں پر  
جب شاہ جھکے اکبر کی لاش اٹھانے کو

سجدے میں نوید اس نے سر ہی نہ دیا خالی  
چادر بھی دی زینبؓ نے اسلام بچانے کو

## نوحہ

ہنگامِ عصر ہے یہ شہِ خوں اُگل رہے ہیں  
اور تیرے چل رہے ہیں  
گلِ انبیاءِ سرہانے ہاتھوں کو مل رہے ہیں  
اور تیرے چل رہے ہیں

کیسا کوئی ستارہ سُرخ آسماں ہے سارا  
وہ آندھیاں ہیں سینوں میں دل دہل رہے ہیں  
اور تیرے چل رہے ہیں

یعنی نہ ہیں وہ زِیں پر یعنی نہ ہیں زِیں پر  
تیروں پہ شاہِ والا کروٹ بدل رہے ہیں  
اور تیرے چل رہے ہیں

خوں تو رگوں میں کیا ہے خشک اس قدر گلا ہے  
قاتل بھی تھک کے اپنے خنجر بدل رہے ہیں  
اور تیر چل رہے ہیں

خود گردنیں کٹانے شیر کو بچانے  
جانے کو رن میں ہائے کم سن مچل رہے ہیں  
اور تیر چل رہے ہیں

ہر شام روز جس کو روئے گی یاد کر کے  
وہ شام ڈھل رہی ہے خیام جل رہے ہیں  
اور تیر چل رہے ہیں

لکھ اے نوید ہے یہ گل کربلا کا حاصل  
ہل من کے لفظ شہ کے منہ سے نکل رہے ہیں  
اور تیر چل رہے ہیں

## نوحہ

شہہٴ تھام کے لائے ہیں کمر ، مشکِ سِکینہٴ  
پانی سے نہیں خوں سے ہے تر، مشکِ سِکینہٴ

صدیوں سے تُو غازیؔ کے علم سے جو بندھی ہے  
باقی ہے ابھی کتنا سفر ، مشکِ سِکینہٴ

سینے میں ترے پیاس بہتر کی ہے پھر بھی  
پانی نہ ہوا تیرا جگر ، مشکِ سِکینہٴ

ہر زخم سے بہتا رہا پانی کی طرح خون  
لپٹی رہی سینے سے مگر ، مشکِ سِکینہٴ

شرمندہ سِکینہٴ سے ہے سقائے سِکینہٴ  
شرمندہ ہے غازیؔ سے مگر، مشکِ سِکینہٴ

غازیؑ کے دہن کی طرح یہ خشک دہن ہے  
کوثر سے لبالب ہے مگر؁ مشکِ سِکینہؑ

پیسا ہے نویدِ ایک زمانے سے ہے پیسا  
ہو اُس کی طرف ایک نظر؁ مشکِ سِکینہؑ

## نوحہ

الوداع اہلِ حرم الوداع اہلِ حرم  
جانے پھر لوٹ کے آئیں کہ نہ آئیں یہ قدم

میرے نانا کی عبا اور عمامہ لاؤ  
وہ جو گرتا میری اماں نے سیا تھا لاؤ  
اور زینبؑ کو بلاؤ کہ اب وقت ہے کم

بیبیوں دیکھ لو جی بھر کے چلو روئے حسینؑ  
گل زینبؑ سے جدا ہوتی ہے خوشبوئے حسینؑ  
جانے پھر ہو کہ نہ ہو، لمحہ زیارت کا بہم

بیبیاں حلقہ کیے تھیں تنِ مظلوم کے پاس  
بال کھولے ہوئے آنسو لیے معصوم کے پاس  
نوحہ حضرت زینبؑ پہ تھا شورِ ماتم

ہاتھ اٹھاتے ہی نہیں ظلم سے یہ بانی شر  
لے گئے کاٹ کے یہ عونؓ و محمدؐ کے بھی سر  
اب میرے سر کے طلبگار ہیں یہ اہل ستم

غش سے عابد کو اٹھا کر کہا بیٹا ہشیار  
لو ہوئی شام ہوئی شام کی منزل تیار  
تم ہو اب اور ہے بے پردگی اہل حرم

ہو کے رخصت ہوئے شبیرؓ جو گھوڑے پہ سوار  
ایڑھ دیتے تھے تو چلتا نہ تھا آگے رہوار  
ایک بچی تھی جو رہوار کے تھامے تھی قدم

کر کے سینے سے سکیئہؓ کو جدا شبہؓ نے نوید  
جاؤ خیمے میں سکیئہؓ سے کہا شبہؓ نے نوید  
پھر بڑھے سوئے فرس شاہؓ ہدا تیز قدم



## نوحہ

سر پہ عاشور کا سورج ہے اکیلے ہیں حسینؑ

دفن کر کے علی اصغرؑ کو جو اُٹھتے ہیں حسینؑ  
اپنی غربت پہ بہت خاک اُڑاتے ہیں حسینؑ  
آہ کرتے ہوئے دل تھام کے چلتے ہیں حسینؑ  
سوئے خیمہ کبھی بڑھتے کبھی رکتے ہیں حسینؑ  
دے کے زینبؑ کو صدا خاک پہ گرتے ہیں حسینؑ

کر کے قرباں علی اصغرؑ کو ابھی اُٹھے ہیں  
حشر تک روک کے محشر کو ابھی اُٹھے ہیں  
تھام کر مرضی داور کو ابھی اُٹھے ہیں  
دے کے آواز بہتر کو ابھی اُٹھے ہیں  
اے خدا ٹھوکروں پہ ٹھوکیں کھاتے ہیں حسینؑ

ہے درِ خیمہ پہ ماں قاسمؑ بے پر اٹھو  
میرے ننھے سے مجاہد مرے اصغرؑ اٹھو  
ماں بُلاتی ہے تمہیں اے علی اکبرؑ اٹھو  
تم کو زینبؑ نے بلایا ہے برادر اٹھو  
ایک اک لاشے سے جا جا کے لپٹتے ہیں حسینؑ

صبح سے شام تلک کٹ گیا لشکر زینبؑ  
آنکھ کے سامنے اُجڑا ہے بھرا گھر زینبؑ  
کھا کے سینے پہ سناں مر گیا اکبرؑ زینبؑ  
لٹ گیا تیری قسم تیرا برادر زینبؑ  
رکھ کے سر شانے پہ زینبؑ کے بلکتے ہیں حسینؑ

الوداع کہہ کے ہوئے شاہ جو گھوڑے پہ سوار  
ایڑھ دیتے تھے تو بڑھتا نہ تھا آگے رہوار  
میں چلوں کیسے! کہا گھوڑے نے شہ سے اک بار  
میرے قدموں سے تو لپٹی ہے سکیئہ سرکار  
سن کے یہ گھوڑے سے بس خود کو گراتے ہیں حسینؑ

تنگ رسی سے گلا اپنا بندھانا بیٹی  
دے کے کانوں کے گہر دیں کو بچانا بیٹی  
قتل ہو جاؤں تو آنسو نہ بہانا بیٹی  
تم مجھے ڈھونڈنے مقتل میں نہ آنا بیٹی  
تھام کر ننھے سے ہاتھوں کو یہ کہتے ہیں حسینؑ

بڑی یتیمی نہیں ہوگا کوئی تیرا بی بی  
ہوگا رسی کا گلے میں تیرے گھیرا بی بی  
تجھ کو کھا جائے گا زنداں کا اندھیرا بی بی  
ہوگا زندان میں بابا کا نہ پھیرا بی بی  
کر کے غربت کے حوالے تجھے جاتے ہیں حسینؑ

میری آنکھوں میں وہی عصر کا منظر ہے نوید  
خاک ہے بالی سکیئہ ہے کھلا سر ہے نوید  
وہی ماتم ہے ، وہی سر ہے ، وہی در ہے نوید  
بابا بابا کا وہی نوحہ لبوں پر ہے نوید  
نہ ہی نیند آتی ہے اُس کو نہ ہی آتے ہیں حسینؑ

## نوحہ

پیاما ہے میرا حسینؑ پیاما ہے میرا حسینؑ  
دریا ہے میرا حسینؑ دریا ہے میرا حسینؑ

سروش و ملک میں نہ جن و بشر میں نہیں کوئی ایسا نہیں  
میں دیکھ آیا عرش وز میں کی حدیں سب کہیں کوئی ایسا نہیں  
جیسا ہے میرا حسینؑ جیسا ہے میرا حسینؑ

ہے زخموں سے اُس کا بدن چور لیکن لبوں پر ہے شکرِ خدا  
ہے سینے میں پیوست خنجر و لیکن لبوں پر ہے اُس کے دعا  
کیسا ہے میرا حسینؑ کیسا ہے میرا حسینؑ

دستِ دعا بن کے رہتا ہے ہر دم میرا دستِ ماتمِ دراز  
یہ فرشِ عزا ہے مُصلیٰ جو میرا تو ماتم ہے میری نماز  
سجدہ ہے میرا حسینؑ سجدہ ہے میرا حسینؑ

ہے رکھتا خدا کے وہ اوصاف سارے اگرچہ کہ بندہ ہے وہ  
کہ قبلے کا قبلہ کہ کعبے کا کعبہ کہ سجدے کا سجدہ ہے وہ  
مولا ہے میرا حسینؑ مولا ہے میرا حسینؑ

دردنوں کے زرخے سے جاں دیکے جس نے چھڑائی ہے انسانیت  
لہو سے بجھائی ہے توحید جس نے بچائی ہے وحدانیت  
ایسا ہے میرا حسینؑ ایسا ہے میرا حسینؑ

ہدایت ہے جس سے شریعت ہے جس سے طریقت ہے جس سے نوید  
ولایت ہے جس سے رسالت ہے جس سے امامت ہے جس سے نوید  
تنہا ہے میرا حسینؑ تنہا ہے میرا حسینؑ

## نوحہ

اے ذوالجناحِ حسینؑ اے ذوالجناحِ حسینؑ  
برستے تیروں میں اک تو ہی تھا پناہِ حسینؑ  
سلام تجھ پہ ہو زینبؑ کا ذوالجناحِ حسینؑ

وہ سر وہ سجدہ وہ مقتل وہ عصرِ عاشورہ  
بتا لہو بھری آنکھوں میں ہائے کیا کچھ تھا  
کہ تو نے دیکھی ہے وقتِ نزع نگاہِ حسینؑ

زماں تو کیا کہ مکاں تک لرز گیا ہوگا  
ترا وجود بھی جاں تک لرز گیا ہوگا  
کہ آخری جو سنی ہوگی تو نے آہِ حسینؑ

وہ جس پناہ میں داخل ہیں جن و انس و ملک  
وہ جس سپاہ میں شامل ہیں جن و انس و ملک  
ترا وجود بھی ہے شامل سپاہِ حسینؑ

ابھی قریب نگہ کے ابھی نگاہ سے دور  
گزر رہا ہے اٹھائے ہوئے سواری نور  
تیرا وجود ہے یا طور جلوہ گاہِ حسینؑ

ترے مقام کو سمجھا نہیں زمانہ ابھی  
ترے مقام کو پہنچا نہیں زمانہ ابھی  
کہ ہے مقام ترا آخری گواہِ حسینؑ

ردائے حضرت زینبؑ کی آس اک عباسؑ  
نگاہِ شبہ کا اشارہ شاس اک عباسؑ  
اور اُس کے بعد ہے تو واقف نگاہِ حسینؑ

یہ بے چراغ بیاباں ہے اس اندھیرے میں  
یہ عہدِ شامِ غریباں ہے اس اندھیرے میں  
ترے سموں کے نشاں سے ملی ہے راہِ حسینؑ

زمانے بھر کا نشانہ ہے اور میں تنہا  
یہ وقتِ عصرِ زمانہ ہے اور میں تنہا  
مجھے پناہ میں لے اے پناہ گاہِ حسینؑ

ترے نشانِ قدم پر سر اپنا رکھ کے نویدِ  
ترے ہی پائے کرم پر سر اپنا رکھ کے نویدِ  
اسی سجد میں ہو جائے گردِ راہِ حسینؑ



## راہوارِ حسینؑ

ملتا نہیں قرار کہیں راہوار کو  
وہ ڈھونڈتا ہے آج بھی اپنے سوار کو

اپنے سوار کی طرح تُو بھی غریب ہے  
شہہ رگ سے تُو حسینؑ کی اتنا قریب ہے  
محسوس تو بھی کرتا ہے خنجر کی دھار کو

وہ نزع میں بھی ساتھ ہے دماز کی طرح  
اُس کا وجود آج بھی ہے راز کی طرح  
سمجھو گے کیا حسینؑ کے اِس راز دار کو

خالی جو تُو ہے آج بھی اے پُشت راہوار  
ہے منظر کے آئے گا تجھ پر ترا سوار  
مہدیؑ سے کوئی پوچھے ترے انتظار کو

کرتا ہوں تیرے حسن سے اندازہ سوار  
اُس کا جلال ہے تیری ہیبت سے آشکار  
دیکھوں تجھے تو سوچوں میں تیرے سوار کو

آتا ہے خیمہ گاہ سے مقتل کو ذوالجناح  
مقتل سے پھر پلٹتا ہے وہ سوائے خیمہ گاہ  
کیا دے رہا ہے گردشیں لیل و نہار کو

کلغی سے تیری ڈھالا ہے قدرت نے آفتاب  
نکلا ہے نال سے تیری واللہ ماہتاب  
تارہ کیا سموں کے ترے ہر شرار کو

اے ذوالجناح کُن پہ تجھے اختیار ہے  
تو مالکِ مشیت پروردگار ہے  
پایا تری شبیہ میں ہر اختیار کو

نازل ہوا ہے جب سے زمیں پر ہے سوگوار  
غیبت ہو یا حضور ہو ہے ایک حالِ زار  
دیکھا ہے اشک بار ہی اس اشکبار کو

ہے منتظر نگاہ میں لے لے نوید کو  
ہے بے اماں پناہ میں لے لے نوید کو  
پھیلا دے اس غریب تک اپنے حصار کو

## نوحہ

ازل سے میں نے خدا کو خدا بنا دیکھا  
سرِ حسینؑ کو تن سے مگر جدا دیکھا

خود اپنے ہاتھ سے تطہیر کی عطا تو نے  
خود اپنی آنکھ سے زینبؑ کو بے ردا دیکھا

یہ کس کا خیمہ تھا لو دے رہا تھا ہر چہرہ  
کہ جب چراغ کو میں نے بجھا ہوا دیکھا

ازل ابد نظر آئے لہو میں ڈوبے ہوئے  
جو در سے خیمے کے مقتل کا فاصلہ دیکھا

کروں گا اس کی مدد جو طلب کرے مجھ سے  
حسینؑ کو یہی دیتے ہوئے صدا دیکھا

ازل سے میں نے یہ دنیا بسی ہوئی دیکھی  
مگر گھر آلِ نبیؐ کا لٹا ہوا دیکھا

خدا نے بس اُسے دیکھا لہو میں ڈوبے ہوئے  
لہو میں ڈوب کے کیا جانے اُس نے کیا دیکھا

جن آنکھوں میں تُو خدا دیکھتا تھا ہائے نوید  
لہو ہوئیں تو اُن آنکھوں میں تو نے کیا دیکھا

## نوحہ

کس کو دیتا ہے صدا اے کربلا تیرا دیا  
بعدِ کس کے لیے ہے تیرا دروازہ کھلا

دیکھنا یہ ہے کہ کیا آتا ہے سجدے کا جواب  
اے حسینؑ ابن علیؑ تو نے تو سجدہ کر دیا

ایک ظاہر ہے خدا کا ایک خدا کا ہے حجاب  
سر حسینؑ ابن علیؑ کا اور زینبؑ کی ردا

اک خدا کی ہے خدائی ایک شہ کی کائنات  
کس کا جانے کیا بچا اور کس کا جانے کیا لٹا

ایک تھی جنس خدا اور ایک تھا گاہک حسینؑ  
کس نے جانے کیا خریدا کس کا جانے کیا بکا

اک حسینؑ اور ایک زینبؑ ایک بھائی اک بہن  
ایک چہرہ بن گیا اور بن گیا اک آئینہ

فاطمہؑ کی رات دن تسبیح کی میں نے نوید  
تب کہیں حق سے ملی ہے مجھ کو توفیق ثنا

## نوحہ

پوچھے نہ کوئی یہ زینبؑ سے راہوں میں کہاں حسینؑ ہے  
جہاں سنگ ہی سنگ برستے ہوں سمجھو وہاں حسینؑ ہے

جہاں خون گرے گا سروؑ کا وہیں سجدہ کرے گی خلق خدا  
جہاں ہوگی صدائے الالہؑ سمجھو وہاں حسینؑ ہے

سمجھو ہے مضلیٰ الالہؑ سمجھو کہ قیام محمدؐ ہیں  
سمجھو کہ نماز ولایت ہے سمجھو کے ازاں حسینؑ ہے

مالک ہے یہ روزِ محشر کا مالک تسنیم و کوثر کا  
سر جکا چڑھا ہے نیزے پر تشنہ وہاں حسینؑ ہے

کس طرح سکیںؑ بابا کو تاریکی میں پہچانے گی  
بس تیر ہی تیر بدن پر ہیں باقی کہاں حسینؑ ہے



بابا کو صدائیں دیتی ہوئی آئی جو سکیئہ مقتل میں  
آواز تن بے سر نے دی آؤ یہاں حسینؑ ہے

باطل کا تیرسوئے باطل پلٹا یا ہے خود جس نے نوید  
توڑا ہے جس نے دستِ ستم ضرب گراں حسینؑ

## نوحہ

اہل حرم میں شور ہے برپا      ہائے حسینا وائے حسینؑ  
رہ گئی تنہا ثانی زہرا      ہائے حسینا وائے حسینؑ  
کوئی منہ کو پیٹ رہا ہے      کوئی سر کو پیٹ رہا ہے  
پیٹ رہا ہے کوئی سینہ      ہائے حسینا وائے حسینؑ  
انس و بشر میں جن و ملک میں      اہل زیں میں اہل فلک میں  
ایک ہی نوحہ گونج رہا ہے      ہائے حسینا وائے حسینؑ  
خوں میں اذانیں ڈوب گئی ہیں      خوں میں نمازیں ڈوب گئی ہیں  
قتل ہوا کعبے کا کعبہ      ہائے حسینا وائے حسینؑ  
کوئی سموں سے روند گیا ہے      کوئی گلا تیروں سے چھدا ہے

کھا کے گرا ہے کوئی نیزہ ہائے حسینا وائے حسینؑ  
تھامے ہوئے گھر کا دروازہ کوئی مدینے میں ہے تنہا  
دیکھ رہی ہے سب کا رشتا ہائے حسینا وائے حسینؑ  
جس پر سوتی تھی وہ حنینہ ڈھونڈنے نگی ہے وہ سینہ  
کھو گئی بن میں بالی سیکنہ ہائے حسینا وائے حسینؑ  
جل گئے خیمے چل گیا خنجر لٹ گیا ساماں چھن گئی چادر  
خاک پہ بیٹھا آپ کا کنبہ ہائے حسینا وائے حسینؑ  
شب میں سوار آیا جب کوئی یا علیؑ کہہ کے زینبؑ روئی  
ہوٹوں سے بس اتنا ہی نکلا ہائے حسینا وائے حسینؑ  
ہے جو نوید اک مجلس برپا ہے جو نوید اک ماتم برپا  
پُرسہ لینے آئی میں زہراً ہائے حسینا وائے حسینؑ

## نوحہ

آجا اے میرے لال یہ ماں سوگوار ہے

پٹکا کمر سے باندھ کے لاشے اٹھا چکا  
زخمی بدن پہ ہائے بہت تیر کھا چکا  
آجا اے میرے لال

ماں ساتھ ساتھ تیرے مدینے سے آئی ہے  
وارث ہے انبیاء کا تو میری کمائی ہے  
آجا اے میرے لال

مقتل کی خاک بالوں سے یوں چھانتی ہے ماں  
بیٹا جو تجھ پہ گزری ہے وہ جانتی ہے ماں  
آجا اے میرے لال

برسا رہی ہے آنکھوں سے اپنے لہو یہ ماں  
تو سرخرو ہوا تو ہوئی سرخرو یہ ماں  
آجا اے میرے لال

تازہ ہے جس کا خوں ترے چہرے پر میرے لال  
تو نے ابھی تو دفن کیا ہے وہ نونہال  
آجا اے میرے لال

اکبر کی لاش پر بھی تیرے ساتھ تھی یہ ماں  
کس طرح تو نے کھینچی تھی سینے سے وہ سناں  
آجا اے میرے لال

قاسم کی لاش کس طرح تو نے اٹھائی تھی  
سر سے عمامہ کھول کے گٹھڑی بنائی تھی  
آجا اے میرے لال

ہر چند کربلا کو زمانہ ہوا نویدِ  
آتی ہے قتل گاہ سے اب بھی صدا نویدِ  
آجا اے میرے لال

## نوحہ

قرآن کا گلا کاٹا قرآن کے حافظوں نے  
توحید کو بچایا قرآن کے ناطقوں نے

شبیر کے گلے پر خنجر چلا دیا ہے  
یا ڈھا دیا ہے کعبہ حج کر کے حاجیوں نے

جس وقت شہہ کی گردن پر چل رہا تھا خنجر  
اُٹھ کر زمیں کو گھیرا اُس وقت آندھیوں نے

ہر زخم کے لبوں پر لبیک کی صدا تھی  
اک زاویہ دکھایا زخموں کے زاویوں نے

میدان میں سب بہتر اپنی جگہ احد تھے  
توحید منعکس کی ہر رخ سے آئینوں نے

مانگوں نوید اُن سے پھر کس لیے میں جنت  
نوحہ عطا کیا ہے جب مجھ کو مالکوں نے

## نوحہ

یا حسین اللہ اکبرؑ یا حسینؑ اللہ اکبرؑ  
آگنی زینبؑ وطن لٹ گیا زینبؑ کا گھر

ہے دھلا جس خون میں جس میں چھپا ہے لالہ  
ہے وہ خوں شبیرؑ کا اور ہے وہ زینبؑ کی ردا  
دیکھ دل شبیرؑ کا اور دیکھ زینبؑ کا جگر

کیا کہوں کس سے ملا ہے لا الہ کو یہ دوام  
ہے بنائے لالہ کیا اک سفر اور اک قیام  
کر بلا شہہؑ کا قیام اور شام زینبؑ کا سفر

اک لہو ہے اک ردا ہے ایک لا ہے اک الہ  
ایک لو ہے اک دیا ہے اک گلو ہے اک صدا  
اک بہن ہے ایک بھائی اک موٹر اک اثر



روتی ہے اشک آنکھوں میں مگر رکتے نہیں  
وہ اٹھاتی ہے قدم لیکن قدم اُٹھتے نہیں  
کیا وہ صغراً کیلئے لے جائے گی گردِ سفر

ساتھ اپنے گو وہ اصغر کو نہ لیکر آسکی  
ساتھ اپنے گو وہ اکبر کو نہ لیکر آسکی  
آگئی ہے لیکے خود ہی گھر کے لُٹنے کی خبر

جن کو رو پائی نہ زینب ہائے بعدِ کربلا  
ان کو روئے مصطفیٰ اور ان کو روتی سیدہ  
کہہ کہ رویا ہے خدا خود ہائے زینب کے پسر

کیا کہوں عاشور کی شب جس جگہ تھی محوِ خواب  
جاں نثارانِ حسینؑ ابنِ علیؑ کا اضطراب  
کس طرح سے رات گزری کس طرح پھوٹی سحر

صبح کا سورج نکلنے حُر کے آنے تک نویدِ  
نیرۂ خولی پہ اک سر جگمگانے تک نویدِ  
اور کتنا کربلا کو میں کروں گا مختصر

## نوحہ

سوکھے ہوئے گلے پر شمشیر چل رہی ہے اور شام ڈھل رہی ہے  
عصمت کھڑی سرہانے خوں رخ پہ مل رہی ہے اور شام ڈھل رہی ہے

تپتی ہوئی زمیں پر جو خون بہہ رہا ہے بہہ بہہ کے کہہ رہا ہے  
شہ کے گلے سے زینبؑ کی جاں نکل رہی ہے اور شام ڈھل رہی ہے

اب جل رہا ہے جھولا شعلوں کی زد پہ آ کر کہہ کہہ کے ہائے اصغرؑ  
جھولے کے ساتھ شعلوں میں ماں بھی جل رہی ہے اور شام ڈھل رہی ہے

ہر بی بی خاک اڑا کر نیروں کی زد پہ آ کر کہہ کہہ کے ہائے چادر  
چکرا کے گر رہی ہے گر کر سنبھل رہی ہے اور شام ڈھل رہی ہے

دن بھر کے سب ستائے غش میں پڑے ہیں سائے کوئی ادھر نہ آئے  
ہاتھوں میں لے کے نیزہ زینبؑ ٹھل رہی ہے اور شام ڈھل رہی ہے

نیزے پہ ایک سر ہے زینبؑ کو یہ خبر ہے اب شام کا سفر ہے  
کاندھے سے اپنے شہہؑ کا کاندھا بدل رہی ہے اور شام ڈھل رہی ہے

ہے ڈھونڈتی حنینہؑ بابا کا اپنے سینہ مقتل میں ہے سکیئہؑ  
اور شام ڈھل رہی ہے اور شام ڈھل رہی ہے اور شام ڈھل رہی ہے

مقتل میں جا کے اصغرؑ کی تشنگی بجھانے پانی اُسے پلانے  
جانے کو اب سکیئہؑ ہائے مچل رہی ہے اور شام ڈھل رہی ہے

ہر سمت ہیں بگولے ہر سمت آندھیاں ہیں شعلوں میں بیبیاں ہیں  
اس دم نویدِ سینے سے جاں نکل رہی ہے اور شام ڈھل رہی ہے

## نوحہ

خیمے میں جو آئے شہہ دیں ہونے کو رخصت  
زینبؑ سے نہ دیکھی گئی بھائی کی یہ غربت  
کہنے لگے شہہؑ ہے یہ بہن وقت قیامت  
اب وقت بہت کم ہے سنو میری وصیت  
کی تم نے ہمیشہ مری ماں بن کے حفاظت  
اب سوچتا ہوں تم کو میں عابدؑ کی امانت  
یہ ہے تو یہ سمجھو کہ ہیں توحید و رسالت  
یہ فخر ولایت ہے یہ ہے فخر امامت  
ہے جلوہ گر اس ذات میں ہی جلوۂ عصمت  
پوشیدہ اسی ذات میں ہیں کثرت و وحدت  
سب تیرے حوالے ہے سب تجھ کو بچانا ہے  
رب تیرے حوالے ہے رب تجھ کو بچانا ہے  
عابدؑ کو بچانا ہے عابدؑ کو بچانا ہے

عابد کو بچانا ہے عابد کو بچانا ہے  
گھر تجھ کو لٹانا ہے سر مجھ کو کٹانا ہے  
عابد کو بچانا ہے عابد کو بچانا ہے

مرے بعد کوئی گردش محور پہ نہیں ہوگی  
افلاک دھواں ہوں گے شعلہ یہ زمیں ہوگی  
گر فرش بچانا ہے گر عرش بچانا ہے  
عابد کو بچانا ہے عابد کو بچانا ہے

مشکل ہے سفر اس کا آساں ہے مری منزل  
خود اس کی مسافت پر حیراں ہے مری منزل  
اسے خاک اڑانا ہے مجھے خوں میں نہانا ہے  
عابد کو بچانا ہے عابد کو بچانا ہے

کس ہاتھ سے یہ خنجر کس ہاتھ میں آیا ہے  
کس کس نے پس خنجر مرا خون بہایا ہے  
اس رازِ شہادت سے اسے پردہ اٹھانا ہے  
عابد کو بچانا ہے عابد کو بچانا ہے

یہ میرا جگر گوشہ ہر راز کا مالک ہے  
اس حلق بریدہ کی آواز کا مالک ہے  
پر شور اذانوں میں اسے خطبہ سنانا ہے  
عابد کو بچانا ہے عابد کو بچانا ہے

ہابیل سے تا براح جو خوں میں ہیں غلطیدہ  
ہر خون جو ناحق ہے مرے خوں میں ہے پوشیدہ  
ہر خوں کی گواہی کو اسے حشر میں آنا ہے  
عابد کو بچانا ہے عابد کو بچانا ہے

میں سب کی وراثت ہوں یہ میری وراثت ہے  
یہ میری فصاحت ہے یہ میری بلاغت ہے  
اسے میری خموشی کو آواز بنانا ہے  
عابد کو بچانا ہے عابد کو بچانا ہے

اٹھتے ہوئے شعلے ہیں پھر شام غریباں ہے  
پھر شام کی راہیں ہیں پھر شام کا زنداں ہے  
بازار بھی آنا ہے دربار بھی آنا ہے  
عابد کو بچانا ہے عابد کو بچانا ہے

اُس چاند کی بادل سے آواز نوید آئی  
زینب کو یہ مقتل سے آواز نوید آئی  
نمرود کے شعلوں کو گلزار بنانا ہے  
عابد کو بچانا ہے عابد کو بچانا ہے



## نوحہ

زہراً و علیؑ کے پیاروں کو صحرا نے چاند ستاروں کو  
مٹی کا کفن پہنایا ہے  
تیروں نے لاش اٹھائی ہے نیزوں نے قبر بنائی ہے  
تلواروں نے دفنایا ہے

نیزوں پر نیزے چلتے ہیں  
صحرا میں خیمے جلتے ہیں  
اور شام کے سائے ڈھلتے ہیں  
خیموں میں ماتم برپا ہے  
زینب پہ غشی کا سایہ ہے  
اک سر نیزے پر آیا ہے

عاشور کا سورج ڈھلتا ہے  
صحرا کا سایہ جلتا ہے  
سناٹا آنکھیں ملتا ہے  
زینب کی ردا ہے نیزے پر  
اک بار ابھی غش سے اُٹھ کر  
عابد کو پھر غش آیا ہے

خنجر سے دن کا قتل ہوا  
یا کاٹا گیا سروء کا گلا  
اے میرے خدا اے میرے خدا  
شبیر کا سر ہے نیزے پر  
یا پھر شبیر کا سر بن کر  
سورج نیزے پر آیا ہے

ہر سمت اندھیرے چھائے ہیں  
مقتل میں پڑے کچھ سائے ہیں  
اور رات نے پر پھیلانے ہیں  
یہ چاند ستارے زخمی ہیں  
زینب کے دُلا رے زخمی ہیں  
یا گل عالم زخمایا

ویرانی ہے سناٹا ہے  
مقتل میں رات کا پہرہ ہے  
خاموش ہر ایک ستارہ ہے  
یا زینبؑ ہے یا صحرا ہے  
ٹوٹا ہوا بس اک نیزہ ہے  
خیموں کے گرد طلایا ہے

جس دھوپ میں سرورؔ ہیں تنہا  
برپا ہے جس میں کرب و بلا  
کہتی ہے یہ ہل من کی صدا  
اس دھوپ میں سر پر داور کے  
اس دھوپ میں سر پر سرور کے  
زینبؑ کی ردا کا سایہ ہے

کس نے یہ مانا کون ہے وہ  
کس نے پہچانا کون ہے وہ  
بس حُر نے جانا کون ہے وہ  
گھر بار لٹا کر غربت میں  
جس نے اک حُر کی حسرت میں  
خنجر کو گلے سے لگایا ہے

تا عرشِ نوید ہے میرا رَم  
چلتا ہے نویدِ جو میرا دم  
بے وجہ ہے مجھ پر اُن کا کرم  
کیا کاسہ لیا کیا لفظ لکھے  
کیا فقر کیا کیا شعر کہے  
بس میں نے سبق دھرایا ہے

## نوحہ

سرِ جُدا کس کا ہوا اور خدا کون ہوا  
بے ردا کون ہوا لا سے الہ کون ہوا

کس کی شبہ رگ سے بہا بن کے لہو تیرا وجود  
اے خدا یہ تو بتا تیرا پتا کون ہوا

لا کو سر دے کے بتا کس نے اللہ کیا  
اے اللہ کے کلمے ترا ”لا“ کون ہوا

شبہ کے خیمے میں بجھاڑ کے جو خیمے میں جلا  
شب عاشور بتا تیرا دیا کون ہوا

گو نجاتی ہے بھرے دربار میں یہ کس کی صدا  
کٹ گئے ہیں جو گلے اُن کی صدا کون ہوا

نظر آتی ہے بتا کس کی ردا نیزے پر  
بول اسلام تیرے سر کی ردا کون ہوا

میں نے مانا ترے بدلے کا خدا ہے وارث  
خونِ شبیرؑ بتا تیری جزا کون ہوا

سرکٹایا ہے خدا کی جگہ کس نے یہ نوید  
لا الہ کچھ تو بتا تیری بنا کون ہوا

## نوحہ

امت نے رسالت کا پیغام بدل ڈالا  
خود کو تو نہیں بدلا اسلام بدل ڈالا

بدلا ہے شریعت کو بدلا ہے طریقت کو  
آغاز بدل ڈالا انجام بدل ڈالا

مفہوم رسالت کا مفہوم ولایت کا  
کچھ صبح بدل ڈالا کچھ شام بدل ڈالا

جھٹلائی دلیل اُس کی توحید بدل ڈالی  
ہر خاص بدل ڈالا ہر عام بدل ڈالا

ہر دل کیا بُت خانہ ہر دل کیا ویرانہ  
منزل ہی نہیں بدلی ہر گام بدل ڈالا



اسلام تو قیدی تھا اسلام تو قیدی ہے  
ہر دور کے ظالم نے بس دام بدل ڈالا

لعنت ہو نویدِ اُن پر اللہ کی لعنت ہو  
جن لوگوں نے نعمت کا افہام بدل ڈالا

## نوحہ

ہر جگہ ہر شہر میں شہہ کی عداوری کریں  
سیدہ کے لاڈلے پر گریہ و زاری کریں

ہم سیہہ ملبوس نکلیں کوچہ و بازار میں  
وا حسینا کی صدا دیں کوچہ و بازار میں  
سنتِ زینبؑ ادا کرنے کی تیاری کریں

مقصدِ شبیرؑ کیا ہے مقصدِ اسلام کیا  
دے رہی ہے سب کو ہل من کی صدا پیغام کیا  
کر بلا ہے کس لئے پیدا یہ بیداری کریں

وہ صدا نوحے کی ہو مل جائیں غیبت اور حضور  
یوں اٹھے پردہ کہ مٹ جائیں سبھی نزدیک و دور  
گریہ و ماتم کی ایسی کیفیت طاری کریں

جس نے اپنے خون سے دل پر لکھا ہے لا الہ  
جس نے اپنے خون سے زندہ کیا ہے لا الہ  
اس کے غم میں کیوں نہ سینے سے لہو جاری کریں

ہم جو روئیں ساتھ میں روئیں زمین و آسمان  
ہم جو روئیں ساتھ اپنے روئے یہ سارا جہاں  
اس طرح ماتم کریں اک سوگ سا طاری کریں

حلقہ ماتم میں سارے انبیاء بھی ساتھ ہوں  
اولیاء بھی ساتھ ہوں اور اوصیاء بھی ساتھ ہوں  
سید سجاد اس حلقے کی سالاری کریں

جس کو تنہا جان کر سب نے ستایا اے نوید  
کاٹ کر سر جس کا نیزے پر اٹھایا اے نوید  
یہ تقاضا ہے حیا کا اُس کی غمخواری کریں

## نوحہ

ردائٹ چکی ہے گلاٹ چکا ہے کوئی سرنال پر کوئی بے ردا ہے  
پناہ خدا تھا جو گھر کر بلا میں وہ گھر لٹ چکا ہے وہ در جل چکا ہے

شریعت کے ماروں سے کوئی تو پوچھے طریقت کے ماروں سے کوئی تو پوچھے  
شریعت ہے جس کی طریقت ہے جس کی اُسے قتل کر کے کہو کیا بچا ہے

شریعت ہے ماتم طریقت ہے نوحہ شریعت ہے پرسہ طریقت ہے گریہ  
نہیں اور کچھ بھی شریعت طریقت امام زماں کی یہ ہر دم صدا ہے

خداوندِ حرص و ہوا و ہوس سے مچی تھی جو اُس لوٹ کی دسترس سے  
لفظ ایک زینب کا نوحہ بچا ہے فقط ایک زینب کا ماتم بچا ہے

بُدا ہو کے حق سے یہ کیا ڈھونڈتے ہو خودی ڈھونڈتے ہو خدا ڈھونڈتے ہو  
تمہیں کچھ خبر ہے تمہیں کچھ پتا ہے خودی ہے سناں پر خدا بے ردا ہے

وہی جس کا نوحہ خدا پڑھ رہا ہے وہی جس کا ماتم خدا کر رہا ہے  
وہی دیں پنہ ہے وہی بادشاہ ہے وہی کبریا ہے وہی لا الہ ہے

جہاں نوح و آدم پہ گریہ ہو طاری جہاں چشم مہدی سے ہو خون جاری  
ہے فکرِ جہاں صیدِ سود و زیاں کو یہاں دو جہاں کا گلا کٹ چکا ہے

نوید آئیے کہیے کیا چاہیے ہے خودی چاہیے ہے خدا چاہیے ہے  
میں آدمؑ نہیں پر ہیں خاتمؑ نہیں پر یہاں شاہِ والا کا ماتم پنا ہے

## نوحہ

اے کلمہ گو بتا تیری غیرت کو کیا ہوا  
خوفِ خدا کو پاسِ نبوت کو کیا ہوا  
فرزندِ مصطفیٰ ہے تہہ تیغ یا حسینؑ  
کیوں ٹوٹتی نہیں ہے قیامت کو کیا ہوا  
سر کاٹ کر حسینؑ کا شکرِ خدا کیا  
سجدے کو تیرے تیری عبادت کو کیا ہوا  
زینبؑ کی تھی ردا کہ تھی کملی رسولؐ کی  
تُو نے وہ لوٹ لی تیری غیرت کو کیا ہوا  
بغضِ علیؑ میں پڑ گئے کیوں تفرقے ہزار  
بعدِ رسولِ وحدتِ امت کو کیا ہوا  
کہتا ہے یہ نوید کہ فوجِ یزید پر  
ٹوٹی نہ بن کے قہر تو لعنت کو کیا ہوا

## نوحہ

حسینؑ تُو نے جو خوں سے دیا جلایا ہے  
صدا لگائی ہے ”لا“ کی ”الہ“ بچایا ہے

اگر ہے حق پہ تو بس پڑھ حسین کا کلمہ  
حسینؑ ہی نے تو یہ لا الہ بچایا ہے

کیا ہے تیغ تلے جس نے شکر کا سجدہ  
جہیں نے جس کی خدا کو خدا بنایا ہے

بتاؤ کون ہے وہ زیرِ تیغ ذبحِ عظیم  
کہو خدا کی جگہ کس نے سر کٹایا ہے

حسینؑ وہ ہے جو تیغِ سوالِ بیعت کو  
گلے سے مقتلِ ذلت میں گھیر لایا ہے

نویۂ حیاتِ علیؑ ہے صدائے خیرِ العمل  
چلو کہ سیدِ سجادؑ نے بلایا ہے

## نوحہ

حسینؑ تو نے خدا کو خدا بنا دیا ہے  
لہو سے اپنے فنا کو بقا بنا دیا ہے

زمانہ کوئی بھی ہو تیرے خونِ تازہ نے  
مہک سے کرب و بلا کو نیا بنا دیا ہے

بجھا کے خیمے میں بس اک دیا شبِ عاشور  
ہر ایک چہرے کو شہ نے دیا بنا دیا ہے

حسینؑ یہ تیری زینب کا تجھ پہ ہے احسان  
تری خموشی کو جس نے صدا بنا دیا ہے

وہ ایک حُر تھا کہ جس نے گزر کے خود پر سے  
ہر ایک حُر کے لیے رستا بنا دیا ہے



تیری نگاہ کے صدقے کریم کرب و بلا  
کہ تُو نے حُر کی سزا کو جزا بنا دیا ہے

کریم تیرا کرم ہے فقیر کی تعریف  
نویۂ کیا تھا اُسے کیا سے کیا بنا دیا ہے

۷۴

## نوحہ

لا الہ تری بقا ہے کربلا  
ابتداء ہے انتہا ہے کربلا

اس سے روشن سیدہ کی ہر دلیل  
اس سے روشن مرضی کی ہر دلیل  
اس سے روشن مصطفیٰ کی ہر دلیل  
دستِ زینبؑ کا دیا ہے کربلا

سجدہ گاہِ کبریا ہے کون ہے  
تجھ میں پوشیدہ خدا ہے کون ہے  
تو فنا ہے یا بقا ہے کون ہے  
خُڑ سے تو نے کیا کہا ہے کربلا

کہہ رہی ہے انبیاء کی یہ قطار  
کہہ رہی ہے اولیاء کی یہ قطار  
کہہ رہی ہے اوصیا کی یہ قطار  
تیرا دروازہ کھلا ہے کربلا

جس میں ہے توحید دستورِ حجاب  
جس میں ہے توحید معمورِ حجاب  
جس میں ہے توحید مستورِ حجاب  
وہ تو زینبؑ کی ردا ہے کربلا

گو نجاتی ہے یہ جو ہل من کی ازاں  
ہے تہہ خنجر گلوئے کن فکاں  
لمحہ لمحہ ہے تہ نوکِ سناں  
ہر نفس ہر پل پپا ہے کربلا

کربلا سے دُور ہیں جو بے پناہ  
خود ترا شیدہ خدا جن کا الہ  
اُن کو کیا معلوم اللہ کی راہ  
لا الہ کا راستہ ہے کربلا

پردہ غفلت اٹھا کر دیکھ لو  
موت کو دل سے لگا کر دیکھ لو  
اپنی آنکھوں سے خود آ کر دیکھ لو  
پوچھتے کیا ہو کہ کیا ہے کربلا

ایک سروء کا بریدہ سر ہے سُن  
اور سرِ زینبؑ کی اک چادر ہے سُن  
سرخِ خونِ علیؑ اصغرؑ ہے سُن  
جن کے دم سے کربلا ہے کربلا

آری ہے جو بطرفِ مشرقین  
آری ہے جو بطرفِ مغربین  
آری ہے جو صدا ہائے حسینؑ  
کس کے گریے کی صدا ہے کربلا

سیدہ کیا مرتضیٰ کیا ہے نویدِ  
مجتبیٰؑ کیا مصطفیٰؐ کیا ہے نویدِ  
کیا کہوں اس کے سوا کیا ہے نویدِ  
کربلا ہے کربلا ہے کربلا

## نوحہ

یہ صدا مہدیٰ کی ہے حیا علیٰ خیر العمل  
ہاں بچھا فرشِ عرا اے کہنے والے العجل

العجل کہنا ہے تو پھر دے صدا تو یا حسین  
گریہ و ماتم ہی بس غنیت میں ہے میرا عمل

جو صدا ہل من کی ہے وہ میرے جد کی ہے صدا  
چل پڑا ہے قافلہ آ قافلے کے ساتھ چل

کل یوم عاشورہ ہے کل ارضِ کربلا  
آج ہے یہ کربلا اور شام کا بازار کل

لے نویدِ اس سر پہ لے ان ماتمی قدموں کی خاک  
تو بھی پائے گا شفا اس خاک کو چہرے پہ مل

## کربلا والوں کے نام

میری نیت میرا سجدہ کربلا والوں کے نام  
میرا سر اور میرا سودا کربلا والوں کے نام

قریب قریب کو بہ کو کوچہ بہ کوچہ سو بہ سو  
خاک اڑانا رقص کرنا کربلا والوں کے نام

کیا گزر اور کیا بسر اور کیا قیام اور کیا سفر  
صبح کرنا شام کرنا کربلا والوں کے نام

کیا خودی اور کیا خدا اور کیا فنا اور کیا بقا  
نبض چلنا دل دھڑکنا کربلا والوں کے نام

کیا المیہ کیا ظربیہ کیا غم کیسی خوشی  
میرا نوحہ میرا نغمہ کربلا والوں کے نام

کیا حذر کیا الحذر کیا تشنگی کیا ماحظر  
میرا لقمہ میرا فاقہ کربلا والوں کے نام

کیا وجود اور کیا نشاں اور کیا پتنگا کیا دھواں  
میرا بننا میرا مٹنا کربلا والوں کے نام

کیسی صبحیں کیسی شامیں کیسی راتیں کیسے دن  
میرا مرنا میرا جینا کربلا والوں کے نام

کیا مکاں کیا لامکاں اور کیا عدد کیا لا عدد  
میرا رُکنا میرا چلنا کربلا والوں کے نام

نیست کیا اور ہست کیا اور بود کیا اور رفت کیا  
میرا آنا میرا جانا کربلا والوں کے نام



طاہرِ لاہوت ہوں میں طاہرِ سدرہ ہوں میں  
میرا پانی میرا دانہ کربلا والوں کے نام

خیمہ شہہ میں ہوں میں آشور کی شب کا دیا  
میرا بُجھنا میرا جلنا کربلا والوں کے نام

اس میں پنہاں رازِ اقراء اس میں پنہاں رازِ قل  
یہ کلام اور یہ صحیفہ کربلا والوں کے نام

میں کیا سوچا نوید اور میں نے کیا سمجھا نوید  
میرا سوچا میرا سمجھا کربلا والوں کے نام

## نوحہ

یہی ہے عشق ہمارا کہ بے ن کر رہے ہیں  
یہی ہے کام کہ بس یا حسینؑ کر رہے ہیں

اُسے سمجھنے کو درکار ہے نیابتِ خُ  
جو بات ہم سے شہہ مشرقین کر رہے ہیں

وہاں وہی ہیں وہی جانتے ہیں وہ ہیں کہاں  
جہاں پہ سجدہ شہہ قبلتین کر رہے ہیں

غمِ حسینؑ کی حسرت میں ہیں جو سرگرداں  
وہی سکون میں ہیں بس وہ چین کر رہے ہیں

ادائے اجرِ رسالت کے بعد اُن سے بھی مل  
نویۂ ادا کہ جو اجرِ حسینؑ کر رہے ہیں